www.KitaboSunnat.com

غازی عُزیر

حدیث و سنت

حدیث: "من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر فلا صلاة له" کی تحقیق

زیر عنوان حدیث کو امام ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہؒ نے قرآن کریم کی آیت: ﴿ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ﴾ [1] (ترجمہ: بے شک نماز فحش باتوں اور منکرات سے روکتی ہے) کی تفسیر میں بطریق محمد بن هارون المخرمي الفلاس حدثنا عبدالرحمن بن نافع ابو زياد حدثنا عمر بن ابي عثمان حدثنا الحسن عن عمران بن الحصين قال: سئل النبي ﷺ عن قول الله تعالى: ﴿ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ﴾ قال فذكره (یعنی حضرت عمران بن الحصینؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ نماز بے شک تمام فحش باتوں اور منکرات سے روکتی ہے، کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ حدیث بیان کی) روایت کیا ہے۔ مشہور مفسرِ قرآن امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر [2] میں اور ابن عروۃؒ نے کوکبُ الدّراری [3] میں اس حدیث کو وارد کیا ہے، لیکن اس حدیث کی سند میں کئی اُمور محلِ نظر ہیں، پہلی چیز یہ کہ ائمہ کے نزدیک حضرت عمران بن الحصینؓ سے حضرت حسن بصریؒ کا سماع مختلف فیہ ہے، اگرچہ امام بزارؒ نے اپنی "مسند" [4] میں اور امام حاکمؒ نے اپنی "مستدرک علی الصحیحین" [5] میں حسن بصریؒ کے عمران بن الحصینؓ سے سماع کی صراحت کی ہے، لیکن علامہ ماردینیؒ فرماتے ہیں:

> "امام بیہقیؒ نے باب "من جعل في النذر كفارة يمين" میں ایک حدیث بروایت حسن بصری عن عمران بن الحصین ذکر کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ منقطع ہے، حسن بصریؒ کا اس طرح عمران سے سماع بسندِ صحیح، درست نہیں ہے" [6]

پس اگر حسن بصریؒ کا عمران بن الحصینؓ سے سماع ثابت نہ ہو تو یہ سند منقطع قرار پائے گی، اگر یہ سماع بقول امام حاکمؒ و بزارؒ ثابت تسلیم کر لیا جائے تو بھی حسن بصریؒ پر عنعنہ و تدلیس کی علت بہرصورت برقرار رہے گی۔

اس سند میں دوسری محل نظر چیز عمر بن ابی عثمان نامی راوی کا دنیائے روایت میں گمنام ہوتا ہے، تلاشِ بسیار کے باوجود کہیں اس کا ترجمہ نہ مل سکا، ان دو علل کی موجودگی کے باعث محدثِ عصر شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی کتاب "سلسلة الاحاديث الضعيفة و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الموضوعة" میں وارد کرکے اس پر "منکر" ہونے کا حکم لگایا ہے۔ مگر افسوس کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے "معارفُ القرآن" (۷) میں اور مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب نے "تبلیغی نصاب" (۸) میں عدمِ تتبع کے باعث اس منکر حدیث سے احتجاج کیا ہے۔

اس سلسلہ کی دوسری حدیث بطریق ابوبکر محمد بن احمد بن المسور ثنا مقدام بن داؤد ثنا علی بن معبد ثنا هشیم عن یونس عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ اس طرح مروی ہے:

"من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم تزده من الله الابُعدا" (۹)

"جس شخص کو اس کی نماز فحش باتوں اور منکرات سے نہ روکتی ہو ایسی نماز اس کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور کردیتی ہے"

قضاعیؒ کی یہ روایت "مرفوع" نہیں بلکہ "مرسل" ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو براہِ راست روایت کرنے والا راوی کوئی صحابی نہیں بلکہ طبقہ سوم کے مشہور تابعی حسن بن یسار البصریؒ ہیں جو بلاشبہ ایک بلند درجہ امام، ثقہ، فقیہ، فاضل، صالح اور صاحبِ سنت تھے، لیکن بکثرت ارسال و تدلیس کرنا ان کی عادت میں شامل تھا، جیساکہ حفاظ نقاد نے بیان کیا ہے اور زیر مطالعہ حدیث، اس امر کی زندہ مثال، خود ہمارے سامنے موجود ہے، امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"تابعین کے سادات میں سے مشہور امام تھے، حضرت عثمان ؓ کو دیکھا اور ان کا خطبہ سنا تھا، آپ نے حضرت علی ؓ کو بھی دیکھا تھا مگر ان سے آپ کا سماع ثابت نہیں ہے، حدیث میں 'مکثر' تھے، ہر شخص کے ساتھ بکثرت ارسال کرتے تھے۔ امام نسائیؒ وغیرہ نے ان کے تدلیسِ اسناد کے وصف کی نشاندہی کی ہے"

امام ابن حجرؒ ہی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"حسن ان لوگوں سے بصیغہ "عن" بکثرت ارسال کرتے تھے جن سے ان کی ملاقات تک نہیں ہوئی، لہٰذا ان کا عنعنہ سماع پر محمول نہیں ہوتا"

امام بزارؒ اپنی مسند میں سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ کے ترجمہ کے اختتام پر فرماتے ہیں:

"حسن بصریؒ کا صحابہ کی ایک جماعت سے سماع ہے مگر وہ صحابہ کی اس دوسری جماعت سے بھی روایت کرتے ہیں، جنہیں انہوں نے نہیں پایا تھا، پس جن صحابہ سے ان کا سماع ثابت ہے، وہ یہ ہیں...... الخ"

شاید اسی لئے امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں: "لا تاخذوا بمراسیل الحسن فانه لا یبالی عمن أخذ حدیثه" مزید تفصیلات کے لئے حاشیہ (۱۰) کے تحت درج کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے متعلق حافظ عراقیؒ فرماتے ہیں:

"اس کو علی بن معبد نے کتاب الطاعۃ والمعصیۃ میں حسن بصریؒ سے صحیح اسناد کے ساتھ مرسلاً روایت کیا ہے"

لیکن حافظ عراقیؒ کا یہ قول دو وجہ سے محل نظر ہے: پہلی وجہ حدیث کا "مرسل" ہونا ہے اور "مرسل" روایت "ضعیف" کی انواع میں شمار کی جاتی ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ اس سند کا ایک راوی مقدام بن داؤد بن عیسیٰ بن تلید الرعینی "ضعیف" ہے۔ ابن ابی حاتمؒ کا قول ہے: "اس پر کلام کیا گیا ہے" امام نسائیؒ الکنی میں فرماتے ہیں کہ "ثقہ نہیں ہے"، محمد بن یوسف الکندیؒ فرماتے ہیں: "مفتی اور فقیہ تھا، لیکن روایتِ حدیث میں محمود نہ تھا" —— ابو یونسؒ وغیرہ کا قول ہے کہ "اس پر ائمہ نے کلام کیا ہے"۔ علامہ برہان الدین حلبیؒ فرماتے ہیں: "امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں جمال المرتحل والی ایک حدیث اس سے وارد کی ہے اور فرماتے ہیں: "و له شاهد فذكره" —— مگر امام ذہبیؒ بیان کرتے ہیں: اس پر امام حاکمؒ نے کلام نہیں کیا ہے جبکہ یہ علی سند الصحیحین موضوع ہے، اور مقدام متکلم فیہ ہے اور اس روایت کی آفت اس کی جانب سے ہے۔ آں رحمہ اللہ کے قول: "والآفة منه" سے مراد یہ ہے کہ اس نے ہی اس کو وضع کیا ہے، واللہ اعلم، تفصیلی حالات کے لئے حاشیہ [11] کے تحت درج کتب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

افسوس کہ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ صاحب نے حسن بصریؒ کی اس مرسل روایت کو "تبلیغی نصاب" [12] میں بطور حجت تسلیم کیا ہے۔

اس سلسلہ کی تیسری روایت سابقہ روایت کے الفاظ سے قدرے مشابہ یوں وارد ہے:

"من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم يزدد بها من الله الّا بُعدا"

اس حدیث کو امام طبرانیؒ نے اپنی "معجم الکبیر" [13] میں اور قضاعیؒ نے "مسند شہاب" [14] میں بطریق يحيى بن طلحة ابو زكريا اليربوعي ثنا ابو معاوية عن ليث عن طاؤس عن ابن عباس مرفوعاً، روایت کیا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے جو ثقہ تو ہے لیکن مدلس ہے" [15] شاید علامہ ہیثمیؒ کی نگاہ سے اس سند کا دوسرا مجروح راوی، یحییٰ بن طلحہ ابو زکریا بن ابی کثیر الیربوعی سہواً رہ گیا ہے۔

لیث بن ابی سلیم کے متعلق امام احمدؒ فرماتے ہیں: "مضطربُ الحدیث ہے" اور یحییٰؒ و نسائیؒ نے اسے "ضعیف" بتایا ہے، ابن معینؒ کا قول ہے کہ "اس میں کوئی حرج نہیں" عجلیؒ کا ایک قول بھی یہی ہے، آں رحمہ اللہ کے دوسرے قول کے مطابق لیث "جائز الحدیث ہے"۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: "محدثین کے نزدیک ضعیف ہے"۔ امام بیہقیؒ نے ان کی بہت سے روایات کو معلول کیا ہے۔ ابن قطانؒ کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول ہے۔"فیہ مقال" ——— ابن سعد" فرماتے ہیں "صالح شخص تھا مگر ضعیفُ الحدیث تھا"۔ ثقات میں سے شعبہ" اور ثوری" نے اس سے روایت کی ہے، امام مسلم" نے بھی متابعات میں اس سے تخریج کی ہے، مگر امام ابن حجر عسقلانی" "فتح الباری" میں لکھتے ہیں: "ضعیف اور سیئی الحفظ ہے، اس کے باوجود اس کی حدیث پر اعتبار و استشہاد کیا جاتا ہے۔" آں رحمہ اللہ ہی اپنی دوسری کتاب "تقریبُ التہذیب" میں فرماتے ہیں "صدوق ہے، اسے آخر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اپنی حدیث میں تمیز نہ کرپاتا تھا، پس متروک ہے۔" خلاصہ میں ہے کہ فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ "اہلِ علم میں سے ہے" ابن حبان" فرماتے ہیں: "آخر عمر میں اختلاط کا شکار تھا، اسانید گھڑتا تھا، مراسیل کو مرفوع کرتا اور ثقات کی طرف سے ایسی روایات لاتا تھا جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتی تھیں"۔ عبدالحق" فرماتے ہیں "ضعیفُ الحدیث ہے۔" علامہ زیلعی حنفی" بیان کرتے ہیں: "مستضعف، متکلم فیہ، ضعیف و فیہ مقال" علامہ ابو الطیب شمسُ الحق عظیم آبادی" فرماتے ہیں: "یحیٰی القطان"، ابن مہدی"، ابن معین" اور احمد بن حنبل" نے اس کو ترک کیا ہے" اور امام نووی" "تہذیبُ الاسماء" میں فرماتے ہیں: "علماء کا اس کے ضُعف پر اتفاق ہے" مزید تفصیلی حالات کے لئے حاشیہ (١٦) کے تحت درج کتب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

اس سند کے دوسرے مجروح راوی یحیٰی بن طلحۃ کے متعلق امام نسائی فرماتے ہیں: "کچھ بھی نہیں ہے" ابن حجر عسقلانی" فرماتے ہیں: "طبقہ دہم کا "لین الحدیث" راوی ہے" امام ذہبی" فرماتے ہیں: "صویلح الحدیث وقد وثق" جبکہ علی بن الجنید" کا قول ہے "کذب و زور" یحیٰی کے تفصیلی حالات کے لئے حاشیہ (١٧) میں درج شدہ کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔

پس یہ حدیث بھی "ضعیف" ثابت ہوئی۔ امام ذہبی" نے اس حدیث کو اپنی کتاب "میزانُ الاعتدال فی نقد الرجال" (١٨) میں یحیٰی بن طلحۃ ابو زکریا الیربوعی کے ترجمہ کے تحت وارد کیا ہے۔ افسوس کہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب نے "تبلیغی نصاب" (١٩) میں اس حدیث سے بھی احتجاج کیا ہے۔

اس باب کی چوتھی روایت اس طرح ہے:

"من لم تامرہ صلاتہ بالمعروف و تنھاہ عن المنکر لم یزدد من اللہ الابُعدا"

"جس شخص کو اس کی نماز بھلائی کا حکم نہ دے اور منکرات سے نہ روکے تو اس کی نماز اللہ تعالیٰ سے اس کے بُعد کو اور زیادہ کرتی ہے۔"

اس حدیث کو بھی امام طبرانی" نے اپنی "معجم الکبیر" میں حضرت عبداللہ بن مسعود" سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ علامہ ہیثمی" فرماتے ہیں: "اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں" (٢٠) علامہ اسماعیل عجلونی الجراحی" فرماتے ہیں "اس کو امام احمد" نے کتاب الزہد میں ابن مسعود" سے موقوفاً اور ابن جریر" نے مرفوعاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے" [۲۱] لیکن ابن صمادح الاندلسی" نے "جامع التفسیر للطبری" کے خلاصہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس قول کو موقوفاً ہی وارد کیا ہے۔ [۲۲]

ابن جریر الطبری" نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک اور روایت یوں بھی نقل فرمائی ہے: "لا صلوۃ لمن لم یُطع الصلوۃ " (یعنی اس شخص کی نماز ہی نہیں جس نے اپنی نماز کی اطاعت نہیں کی) اور قرآن کی آیت زیر مطالعہ کے مطابق نماز کی اطاعت یہی ہے کہ فواحش و منکرات سے باز آجایا جائے۔ امام ابن کثیرؒ نے ان تمام روایتوں کو اپنی تفسیر میں نقل کرنے کے بعد اس بات کو ترجیح دی ہے کہ ان میں سے کوئی روایت بھی مرفوع نہیں ہے۔ بلکہ یہ حضرت عمران بن الحصین"، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے اپنے اقوال ہیں جو ان حضرات نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کئے ہیں۔ لیکن راقم کہتا ہے کہ ان مخفی اقوال کی ان صحابہ کرام کی جانب نسبت بھی باسناد صحیح ثابت نہ ہونے کے باعث مشکوک و مشتبہ ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعۃً نماز پڑھنے میں یہ خاصہ و تاثیر مضمر ہے کہ وہ انسان کو منکرات و فواحش سے روک دے یا نمازی کا ضمیر اسے ترکِ منکرات پر اکساتا ہے؟ اس سلسلہ میں مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

> "متعدد متند احادیث کی رو سے یہ مطلب ہے کہ اقامتِ صلوۃ میں بالخاصہ تاثیر ہے جو کہ اس کو ادا کرتا ہے اس سے گناہ چھوٹ جاتے ہیں، بشرطیکہ صرف نماز پڑھنا نہ ہو بلکہ الفاظ قرآن کے مطابق اقامتِ صلوۃ ہو ..... اس طرح اقامتِ صلوۃ کرنے والے کو منجانبِ اللہ خود بخود توفیق، اعمالِ صالحہ کی بھی ہوتی ہے اور ہر طرح کے گناہوں سے بچنے کی بھی اور جو شخص نماز پڑھنے کے باوجود گناہوں سے نہ بچا تو سمجھ لے کہ اس کی نماز ہی میں قصور ہے جیسا کہ حضرت عمران بن حصین" سے روایت ہے..... الخ" [۲۳]

یہی بات مولانا محمد زکریا صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "بے شک نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے اور اس کو اپنی اصلی حالت پر پڑھنے کا ثمرہ یہی ہے کہ وہ ایسی نامناسب باتوں سے روک دے اگر یہ بات پیدا نہیں ہوئی تو نماز کے کمال میں کمی ہے۔ بہت سی حدیثوں میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔...... الخ" [۲۴]

بلکہ مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب تو نماز کی جادوئی تاثیر کے اس درجہ قائل ہیں کہ فرماتے ہیں:

> "اگر کوئی شخص بُری باتوں سے مشغول ہو تو اس کو اہتمام سے نماز میں مشغول ہونا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے، بُری باتیں اس سے خود ہی چھوٹ جائیں گی۔ ہر بری بات کو چھوڑوانے کا اہتمام دشوار بھی ہے اور دیر طلب بھی اور اہتمام سے نماز میں مشغول ہو جانا آسان بھی ہے اور دیر طلب بھی نہیں۔ اس کی برکت سے بُری باتیں اس سے اپنے آپ چھوٹتی چلی جائیں گی۔....الخ" (۲۵)

واضح رہے کہ مولانا زکریا صاحب کا یہ قول بے دلیل اور صوفیانہ مزاج کی حامل تبلیغی جماعت کی فکری عکاسی کرتا ہے، اپنے موقف کی تائید میں مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحبان نے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے :

"حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہے اور جب صبح ہو جاتی ہے تو چوری کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ عنقریب نماز اس کو چوری سے روک دے گی۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد وہ اپنے گناہوں سے تائب ہو گیا" (۲۶)

یہ حدیث کُتبِ احادیث میں حضرت ابو ہریرۃؓ اور حضرت جابرؓ سے اس طرح مروی ہے :

"عن ابی ھریرہ قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال ان فلانا یصلی باللیل فاذا اصبح سرق قال ینھاہ ما یقول"

اور.........

"عن جابر قال قال رجل للنبی ﷺ ان فلانا یصلی فاذا اصبح سرق قال سینھاہ ما یقول"

ان میں سے اولُ الذکر حدیث کو امام احمد حنبلؒ اور امام بزارؒ نے اپنی اپنی "مسند" میں روایت کیا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "اس کے رجال، صحیح کے رجال ہیں" (۲۷) جبکہ ثانی الذکر حدیث کو صرف امام بزارؒ نے اپنی "مسند" میں روایت کیا ہے اور بقول علامہ ہیثمیؒ "اس کے رجال بھی ثقات ہیں" (۲۸) مگر حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت سے استدلال کے لئے اوپر مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحبان کی جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں اس پر پہلا مواخذہ تو یہ عائد ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے روایت کی تخریج کے لئے حدیث کی کسی کتاب کا حوالہ نہ دے کر فقط "ابن کثیر" اور "در منثور" کے حوالے دیئے ہیں، ہمارے اکثر علماء کی کتابوں کا المیہ یہی ہے کہ ان میں تخریجِ احادیث کے لئے امہاتُ الکتب کے بجائے یا تو کسی تفسیری کتاب کا حوالہ دے دیا جاتا ہے یا پھر منتخب احادیث کے متداول مجموعوں مثلاً مشکوۃ المصابیح، منتقی الاخبار، بلوغ المرام، ریاض الصالحین، اذکار اور ترغیب و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترغیب وغیرہا میں سے کسی کے حوالے پر اکتفا کیا جاتا ہے، حالانکہ ان کتب کی طرف کسی حدیث کو منسوب کرنا اس حدیث کی تخریج نہیں ہے بلکہ یہ طریق کار تو عند المحققین انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے۔

دوسرا مواخذہ یہ کہ ان دونوں روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز یہ صراحت نہیں فرمائی ہے کہ "چونکہ نماز میں یہ وصف یا تاثیر پوشیدہ ہے لہٰذا ہر شخص چوری سے باز آجائے گا" بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے چوری سے رک جانے کی جو پیشین گوئی فرمائی تھی، وہ قرآن کریم میں وارد ارشاد حق کی روشنی میں تھی کہ "بے شک نماز فواحش ومنکرات سے روکتی ہے" عین ممکن ہے کہ خود اس شخص کے ضمیر نے اسے جھنجھوڑا اور ملامت کیا ہو کہ تو رات بھر اللہ کے حضور کس انکساری وعاجزی کے ساتھ کھڑا رہتا ہے، اس کے باوجود دن ہونے پر چوری کرتا ہے، حالانکہ اللہ عزوجل نے تجھے سرقہ سے منع فرمایا ہے، تو آخر تو دوبارہ اس باری تعالیٰ کے حضور میں کون سا منہ لے کر جائے گا، لہٰذا وہ اپنے ضمیر کی اس پکار پر چوری جیسے قبیح فعل سے باز آگیا ہو۔ ایسی امکانی صورت کی موجودگی میں مولانا مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحبان کا ان روایات سے اپنے موقف پر استدلال کرنا کہاں تک درست ہے؟

ویسے بھی ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بعض حضرات کی عمریں صوم وصلوۃ اور تلاوت کی پابندی میں گزر جاتی ہیں، اس کے باوجود وہ رشوت خوری یا اسی قبیل کے دوسرے بڑے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں، حتی کہ اسی حالت میں اس دارِ فانی سے کوچ بھی کر جاتے ہیں، ان لوگوں کے فعل کو دیکھ کر آیتِ قرآن کی صداقت پر ہرگز شبہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ یہ تضاد تو ہمیں اس شخص کے اپنے اعمال کو قرآنی تعلیمات کے مطابق نہ بنانے اور ان کے ضمیر کی بے حسی کے باعث نظر آتا ہے۔ جس طرح قرآن کریم واحادیثِ نبوی ﷺ انسان کو تمام صغائر وکبائر کے ارتکاب سے منع کرتی ہیں اسی طرح سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۴۵ کے تحت نماز بھی انسان کو فواحش اور منکرات سے منع کرتی ہے لیکن یہ ضروری تو نہیں ہے کہ قرآن وحدیث جن باتوں سے منع کریں انسان ان کے ارتکاب سے لازماً رک بھی جائے، اگر ایسا ہوا کرتا تو یہ کرۂ ارض کب کا جملہ برائیوں سے پاک ہو چکا ہوتا، کسی برائی کے ارتکاب سے رک جانا، اصلاً اس شخص کے دل وضمیر کے احساس کر لینے، پھر ذہن وقلب کی گہرائیوں سے نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس برائی کے عدم تکرار کے عزم مصمم کرنے اور سب سے بڑھ کر توفیقِ الٰہی سے ہوا کرتا ہے، لیکن مولانا مفتی محمد شفیع صاحب یہ منوانے پر مُصر نظر آتے ہیں کہ:

> "اکثر حضراتِ مفسرین نے فرمایا کہ نماز کے منع کرنے کا مفہوم صرف حکم دینا نہیں
> بلکہ نماز میں بالخاصہ یہ اثر بھی ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو گناہوں سے بچنے کی توفیق
> ہو جاتی ہے اور جس کو توفیق نہ ہو تو غور کرنے سے ثابت ہو جائے گا کہ اس کی نماز میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی خلل تھا اور اقامتِ صلوۃ کا حق اس نے ادا نہیں کیا، احادیثِ مذکورہ سے اسی مضمون کی تائید ہوتی ہے"۔ (۲۹) واللہ اعلم بالصواب

حاشیہ جات

(۱) العنکبوت: ۴۵ —— (۲) تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۴۱۴ —— (۳) الکوکب الدراری لابن عروۃ، ج ۱ ص ۸۳ —— (۴) کمافی نصب الرایہ للزیلعی، ج ۱ ص ۹۰ —— (۵) المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ج ۱ ص ۲۹ —— (۶) الجوہر النقی للماردینی، ص ۲۱۶ —— (۷) معارف القرآن للشفیع، ج ۶ ص ۶۸۴ —— (۸) تبلیغی نصاب للکاندھلوی، ص ۴۱۸ (فضائل نماز باب سوم) —— (۹) مسند الشہاب للقضاعی، ج ۱ ص ۳۰۵ —— (۱۰) تقریب التہذیب لابن حجر، ج ۱ ص ۱۶۵، تعریف اہل التقدیس لابن حجر، ص ۵۶، جامع التحصیل للعلائی، ص ۱۳۵، تہذیب الکمال للمزی، ج ۱ ص ۲۵۵-۲۵۹، معرفۃ الثقات للعجلی، ج ۱ ص ۲۹۳، تہذیب لابن حجر، ج ۲ ص ۲۶۳، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، ج ۳ ص ۴۰-۴۲، تاریخ یحیٰی بن معین، ج ۴ ص ۲۲۹، التاریخ الکبیر للبخاری، ج ۲ ص ۲۹۰، العلل لابن المدینی ص ۵۱-۵۳، ھدی الساری لابن حجر ص ۳۶۷، فتح الباری لابن حجر، ج ۱ ص ۱۰۹، ج ۲ ص ۲۶۸، ج ۴ ص ۴۱۹، ج ۵ ص ۸۹، ۲۴۱، ۳۰۷، ج ۶ ص ۳۳۷، ج ۹ ص ۲۲۲، ۳۸۲، ۴۰۳، ج ۱۰ ص ۲۷۷، ج ۱۱ ص ۶۹، ج ۱۲ ص ۸۰، ج ۱۳ ص ۶۶، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۵۳۵، ۵۳۷، ۵۳۸، ج ۴ ص ۴۳۶، ۵۲۰، ۶۸۶، ج ۶ ص ۵۹۱، ج ۷ ص ۱۱۱، ۲۹۷، ۴۸۴، ج ۸ ص ۱۹۹، ج ۹ ص ۱۸۷، سنن الدارقطنی ج ۱ ص ۱۰۲، المستدرک علی الصحیحین للحاکم ج ۱ ص ۱۷۶، ۲۱۵، ۲۷۴، ج ۲ ص ۳۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۱۶۸، ج ۵ ص ۲۸۸، ۳۱۳، ج ۶ ص ۴۲، ج ۸ ص ۳۵، ج ۱۰ ص ۷۰، ۸۰، نصب الرایہ للزیلعی ج ۱ ص ۲۰، ۴۸، ۵۱، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۷۲، ۲۰۵، ۲۸۲، ج ۲ ص ۹۲، ۱۲۶، ۱۵۹، ۴۱۹، ۴۷۶، ج ۳ ص ۲۲۱، ۳۸۷، ج ۴ ص ۳۹، ۴۸، ۱۶۴، ۱۶۷، ۲۷۰، ۳۱۳ —— (۱۱) الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۳۷، میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۱۷۵-۱۷۶، تنزیہ الشریعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۱۱۹، الکشف عمن رمی بوضع الحدیث للحلبی ص ۴۲۸ —— (۱۲) تبلیغی نصاب للکاندھلوی ص ۴۱۸ (فضائل نماز باب سوم) —— (۱۳) المعجم الکبیر للطبرانی نمبر ۱۱۰۲۵ —— (۱۴) مسند الشہاب للقضاعی ج ۱ ص ۳۰۵-۳۰۶ —— (۱۵) مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۲۵۸ —— (۱۶) التاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ص ۲۴۶، تاریخ یحیٰی بن معین ج ۲ ص ۵۰۱، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۱۴، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۱۷۷، المجروحین لابن حبان ج ۲ ص ۱۳۱، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۶ ص ۲۱۰۵، میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۴۲۰، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۸ ص ۴۶۵، تقریب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التھذیب لابن حجر ج ۲ ص ۱۳۸، الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ نمبر ۵۱۱، الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج ۳ ص ۲۹، السنن الکبری للبیہقی ج ۱ ص ۱۰۸، ج ۲ ص ۱۲۰، ۱۶۰، ج ۴ ص ۱۰۸، ج ۵ ص ۵۸، ج ۷ ص ۱۷۰، ۱۹۲، ج ۱۰ ص ۳۸، قانون الضعفاء للفتنی ص ۲۸۶-۲۸۷، العلل لاحمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۸۹، تاریخ الدارمی عن ابن معین ص ۱۵۹، ۱۹۷، الطبقات الکبری لابن سعد ج ۶ ص ۳۴۹، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۲ ص ۲۳۱، شرح صحیح مسلم للنووی ج ۱ ص ۵۱، ۵۳، سنن دار قطنی ج ۱ ص ۶۷، ۶۸، ۳۳۱، ج ۲ ص ۱۹۱، ج ۳ ص ۲۶۹، ھدی الساری لابن حجر ص ۳۴۹، فتح الباری لابن حجر ج ۱ ص ۲۵۸، ج ۲ ص ۲۱۴، ۳۳۵، ۴۱۷، ج ۳ ص ۲۳۳، ۴۵۹، ۵۳۴، ج ۴ ص ۱۶۷، ص ۱۶۹، ۳۶۳، ج ۵ ص ۳۷۵، ج ۱۰ ص ۱۳۸، ج ۱۱ ص ۲۳۴، ۵۹۴، ج ۱۳ ص ۴۲۹، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۶۱، ج ۲ ص ۲۱۶، عون المعبود للعظیم آبادی ج ۱ ص ۴۹، بذل المجہود للسہارنپوری ج ۱ ص ۳۲۲، ۳۲۵، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۸۳، ج ۳ ص ۲۲، ج ۶ ص ۲۴۵، ۲۷۹، ج ۱۰ ص ۹۴، ۱۴۲، ۱۸۰، ۳۴۹، نصب الرایہ للزیلعی ج ۱ ص ۴۱۷، ج ۲ ص ۹، ۴۷۵، ۳۳۴، ۳۸۹، ج ۳ ص ۹۶، ۱۰۲، ج ۴ ص ۲۷، ۳۳۰، ۴۱۱ —— (۱۷) الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ نمبر ۱۴۱، الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج ۳ ص ۱۹۷، تحفۃ الاحوذی للمبارکپوری ج ۳ ص ۸، تقریب التھذیب لابن حجر ج ۲ ص ۳۵۰، میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۳۸۷، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۹ ص ۱۶۰ —— (۱۸) میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۳۸۷ —— (۱۹) تبلیغی نصاب للکاندھلوی ص ۴۱۸-۴۱۹ —— (۲۰) مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۲۵۸ —— (۲۱) کشف الخفاء و مزیل الالباس للعجلونی ج ۲ ص ۳۶۴ —— (۲۲) مصحف القادسیہ۔ المفسر مختصر تفسیر الطبری لابن صمادح ص ۳۳۵ —— (۲۳) معارف القرآن للشفیع ج ۶ ص ۶۸۴ —— (۲۴) تبلیغی نصاب للکاندھلوی ص ۴۱۸ —— (۲۵) تبلیغی نصاب للکاندھلوی ص ۴۱۹ —— (۲۶) معارف القرآن للشفیع ج ۶ ص ۶۸۴-۶۸۶، بحوالہ ابن کثیر و تبلیغی نصاب للزکریا کاندھلوی ص ۴۱۸-۴۱۹، بحوالہ درمنثور —— (۲۷) مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۲۵۸ —— (۲۸) مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۲۵۸ —— (۲۹) معارف القرآن للشفیع ج ۶ ص ۶۸۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ